بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍اپریل 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں میں نے حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق بیان کرتے ہوئے اس بات پر اپنی بات ختم کی تھی کہ آپ جنت البقیع مَیں مدفون ہونے والے پہلے شخص تھے۔

جنت البقیع کی بنیاد اور ابتدا کے بارے میں جو تفصیل ملی ہے وہ اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مدینہ میں ورود کے بعد وہاں بہت سے قبرستان تھے۔ یہودیوں کے اپنے قبرستان ہوا کرتے تھے جبکہ عربوں کے مختلف قبائل کے اپنے اپنے قبرستان تھے۔ مدینہ طیبہ چونکہ اس وقت مختلف علاقوں میں بٹا ہوا تھا اس لئے ہر قبیلہ اپنے ہی علاقے میں کھلی جگہ پر اپنی میتوں کو دفنا دیتا تھا۔ قبا کا الگ قبرستان تھا جو زیادہ مشہور تھا گو کہ وہاں چھوٹے چھوٹے کئی اور قبرستان بھی تھے قبیلہ بنو ظفر کا اپنا قبرستان تھا اور بنو سلمۃ کا اپنا الگ قبرستان تھا۔ دیگر قبرستانوں میں بنو سعدۃ کا قبرستان تھا جس کی جگہ بعد میں سوق النبی قائم ہوا جس جگہ پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی وہاں بھی کھجوروں کے جھنڈ میں چند مشرکین کی قبریں تھیں۔ ان تمام قبرستانوں میں بقیع الغرقد سب سے پرانا اور مشہور قبرستان تھا اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں کے قبرستان کیلئے منتخب کر لیا تو اس کے بعد سے آج تک اسے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے جو ہمیشہ رہے گی۔

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں صرف مسلمانوں کی قبریں ہوں اور اس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جگہوں کو ملاحظہ بھی فرمایا لیکن یہ فخر بقیع الغرقد کے حصہ میں لکھا تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس جگہ منتخب کر لوں۔ سب سے پہلے وہاں حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نشانی کے طور پر رکھ دیا اور فرمایا یہ ہمارے پیشرو ہیں۔ ان کے بعد جب بھی کوئی فوت ہوتا تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ہمارے پیشرو عثمان بن مظعون کے قریب۔ بقیع عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ درخت ہوں۔ مدینہ طیبہ میں اس مقام کو بقیع الغرقد کے نام سے جانا جانے لگا کیونکہ وہاں غرقد کے درختوں کی بہتات تھی۔ اس کے علاوہ وہاں دیگر خودرو صحرائی جھاڑیاں بھی بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ اسے جنت البقیع بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کو ہمارے آگے گئے ہوئے بندوں کے پاس بھیج دو۔ عثمان بن مظعون میری امت کا کیا ہی اچھا پیشرو تھا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نعش کے پاس آئے۔ آپ ان پر تین بار جھکے اور سر اٹھایا اور بلند آواز سے فرمایا اے ابو سائب اللہ تم سے درگذر کرے تم دنیا سے اس حال میں گئے کہ دنیا کی کسی

چیز سے آلودہ نہیں ہوئے۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی نعش کو بوسہ دیا۔ آپ اور آپ کی دونوں آنکھیں اشک بار تھیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو حضرت عثمان کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **الحق بالسلف الصالح عثمان ابن مظعون**۔ یعنی سلف صالح عثمان بن مظعون سے جا کے مل جاؤ۔ حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر چار تکبیرات کہیں۔ مطلب بن بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی۔ ان کا جنازہ نکالا گیا پھر ان کو دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ ایک پتھر لائے۔ وہ پتھر نہ اٹھاسکا بڑا بھاری پتھر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف گئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بازوؤں سے کپڑا اوپر کیا۔ پھر آپ نے وہ پتھر اٹھایا اور اسے حضرت عثمان بن مظعون کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا میں اس نشانی کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اسے میں اس کے پاس دفن کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات سے متعلق جو تفصیل بیان کی ہے اس میں سے چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سن 2 ہجری کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لئے مدینہ میں ایک مقبرہ تجویز فرمایا جسے جنت البقیع کہتے تھے اس کے بعد صحابہ عموماً اسی مقبرہ میں دفن ہوتے تھے۔ سب سے پہلے صحابی جو اس مقبرہ میں دفن ہوئے تھے وہ عثمان بن مظعون تھے۔ عثمان بہت ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے نیک اور عابد اور صوفی منش آدمی تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اجازت فرمائیں تو میں چاہتا ہوں کہ بالکل تارک الدنیا ہو کر اور بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی خالصۃً عبادت الٰہی کے لئے وقف کر دوں مگر آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بہر حال عثمان بن مظعون کی وفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ وفات کے بعد آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس وقت آپ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ ان کے دفنائے جانے کے بعد آپ نے ان کی قبر کے سہارے ایک پتھر بطور علامت نصب کروایا اور پھر آپ کبھی کبھی جنت البقیع میں جا کر ان کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔ عثمان پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔

حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر آپ کی بیوی نے مرثیہ میں لکھا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے آنکھ عثمان کے سانحہ پر تو نہ رکنے والے آنسو بہا۔ اس شخص کے سانحہ پر جو اپنے خالق کی رضامندی میں شب بسر کرتا تھا اس کے لئے خوشخبری ہو کہ ایک فقید المثال شخص مدفون ہو چکا ہے۔ بقیع اور غرقد اپنے اس مکین سے پاکیزہ ہو گیا اور اس کی زمین آپ کی تدفین کے بعد روشن ہو گئی۔ آپ کی وفات سے دل پر ایسا صدمہ پہنچا ہے جو موت تک کبھی ختم نہ ہونے والا ہے اور میری یہ حالت نہ بدلنے والی ہے۔

حضرت ام علا کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ شہادت دی کہ اے ابو سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ نے تمہیں ضرور عزت بخشی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک عثمان کا تعلق ہے تو وہ اب فوت ہو گئے اور میں ان کے لئے بہتری کی ہی امید رکھتا ہوں یہی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو عزت بخشے گا لیکن اللہ کی قسم آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی قسم میں بھی نہیں

جانتا کہ عثمان کے ساتھ کیا ہوگا دعا تو ضرور ہے لیکن یہ نہیں میں کہہ سکتا کہ انہیں ضرور عزت بخشی ہے حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ایک طریق تھا کہ یونہی اتنے وثوق سے اللہ تعالیٰ کی بخشش کے بارے میں شہادت نہ دے دیا کرو۔ ہاں جب خواب میں حضرت عثمان بن مظعون کے اعلیٰ اعمال ایک چشمہ کی صورت میں حضرت ام علاء کو دکھائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جانتے تھے کہ ان بدری صحابہ سے خدا تعالیٰ راضی ہوا ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور آپ کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جذبات کا اظہار فرمایا وہ واضح کرتا ہے کہ آپ کو ان کے بارے میں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ وہ دعائیں سنے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے وہ لیکن پھر بھی آپ نے کہا کہ تم شہادت نہیں دے سکتے کسی کے بارے میں۔

مسند احمد بن حنبل میں یہ مضمون کچھ اس طرح بیان ہے کہ خارجہ بن زید اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی جب وفات ہوئی تو خارجہ بن زید کی والدہ نے کہا ابوسائب تم پاک ہو تمہارے اچھے دن بہت اچھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا چیز بتاتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون کے عمل اور ان کی عبادتیں ایسی تھیں یہی چیزیں مجھے ظاہر کرتی ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت کا سلوک کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن مظعون میں ہم نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ یہ بھی یاد رکھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن بخدا میں بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو خدا تعالیٰ کا کوئی عبادت گزار نہیں آپ حبیب خدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے خوف اور خشیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ پس ہمارے لئے کس قدر خوف کا مقام ہے اور کس قدر ہمیں فکر ہونی چاہئے کہ نیک اعمال کریں خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں اور عاجزی میں بڑھتے چلے جائیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کے فضل کی بھیک مانگتے رہیں کہ وہ اپنے رحم اور فضل سے ہمیں بخش دے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلے صحابی جن کا ذکر ہوگا وہ حضرت وہب بن سعد بن ابی سرح ہیں۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عامر بن لوئی سے تھا۔ حضرت وہب کا بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح وہی کاتب وحی تھا جس نے ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ اس کے بارے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے تھے۔ ایک دن آپ سورۃ المؤمنین کی آیت 14 اور 15 لکھوا رہے تھے۔ جب آپ یہاں پہنچے کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تو اس کاتب وحی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وحی ہے اس کو لکھ لو۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا۔

عاصم بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت وہب نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے حضرت کلثوم بن ہدم کے ہاں قیام کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وہب اور حضرت سوید بن عمرو کے درمیان عقد مؤاخات قائم فرمایا۔ آپ دونوں جنگ موتہ کے دن شہید ہوئے۔ حضرت وہب غزوہ بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے۔ شہادت کے روز آپ کی عمر 40 سال تھی۔ جنگ موتہ جمادی الاولیٰ سنہ 8 ہجری میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر کو قاصد بنا کر شاہ بصرہ کے

پاس خط دے کر بھیجا۔ جب وہ موتہ کے مقام پر اترے تو انہیں شرحبیل بن عمرو غسانی نے روکا اور شہید کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ پر یہ سانحہ بہت گراں گزرا۔ آپ نے لوگوں کو جنگ کے لئے بلایا لوگ جمع ہو گئے ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب کے امیر حضرت زید بن حارثہ ہیں اور ایک سفید جھنڈا تیار کر کے حضرت زید کو دیتے ہوئے یہ نصیحت کی کہ حضرت حارث بن عمیر جہاں شہید کئے گئے ہیں وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ قبول کر لیں تو ٹھیک ہے نہیں تو ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور ان سے جنگ کریں۔ حضرت وہب بھی اس جنگ میں شامل تھے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: اب میں بعض مرحومین کا ذکر کروں گا جن کے آج جنازے بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر مکرم ملک محمد اکرم صاحب کا ہے، جو مربی سلسلہ تھے اور 25/اپریل کو کل مانچسٹر میں ان کی وفات ہوئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عطاء المجیب راشد صاحب کہتے ہیں کہ اکرم صاحب بہت اچھے اخلاق اور خوبیوں کے مالک تھے بہت نیک دیانتدار نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے پرجوش مبلغ ذمہ داری سے کام کرنے والے خلافت کی اطاعت میں بہت اعلیٰ مقام رکھنے والے خادم سلسلہ تھے۔

دوسرا جنازہ چوہدری عبدالشکور صاحب مبلغ سلسلہ کا ہے۔ یہ چوہدری عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی کے بیٹے تھے۔ 12/اپریل کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمود طاہر صاحب قائد عمومی انصار اللہ پاکستان کہتے ہیں کہ بڑے خاموش خدمت کرنے والے تھے۔ کام سے کام رکھتے تھے اور بہت صاحب الرائے تھے۔ نائب وکیل التبشیر شیخ خالد صاحب کہتے ہیں بڑے منکسر المزاج تھے شریف النفس تھے نفیس طبیعت کے مالک تھے خلافت اور سلسلہ کے نہایت وفادار اور فدائی تھے۔

تیسرا جنازہ مکرم محمد صالح محمد صاحب معلم وقف جدید کا ہے۔ یہ 21/اپریل 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے پڑنانا ملک اللہ بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے چاند سورج گرہن کا نشان دیکھ کر لودھراں سے پیدل قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

چوتھا جنازہ مکرم مویشے جمعہ صاحب تنزانیہ کا ہے۔ یہ 13/مارچ کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلافت کے انتہائی شیدائی اور مبلغین کرام اور جماعتی عہدیداران کا بڑا عزت اور احترام کیا کرتے تھے جماعتی نظام کی بڑی پابندی کیا کرتے تھے۔ تبلیغ کا بڑا شوق اور جذبہ تھا چندہ جات کی ادائیگی میں صف اول میں شمار ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 26th - April - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB